Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u13-v2.2(21)198-214
http://arjicc.com/index.php/arjicc

مکتوبات نبویہ ﷺ کے منہج واسلوب کا جائزہ

An Overview of the Method and Style of the Letters of the Prophet (S.A.W)

Humaira Khalil*
Dr. Muhammad Ramzan Najam Barv**

Abstract
Humanity revolves around the grand cause of utility and benefits. Correspondence is one of the most important ways for the accomplishment of this task. All the messengers who had been chosen for the preaching, they adopted all possible means of preaching to fulfill this obligation sincerely. Holy Prophet PBUH had also adopted the technique of correspondence along with oral and practical approach for preaching Islam. He introduced it as an effective source of communication. Holy Prophet PBUH had sent various letters consisting codes of life to the kings and rulers of His time. He used this method to teach and guide them. This method is as effective in modern world as it was a hundred years ago. Hazrat Muhammad's (SAW) letters are the special aspect of his personality. These are the masterpiece for training. His lettersplayed a great part in preaching Islam.He ameliorated people with best rules and practices.He introduced such ways,styles and rules of letter writing which were not there before.He bestowed Arabic letter writing with new multidimensionnals outlook.While determing new structures and shape of the skill of letter writing, He established such techniques and approaches of letter writing which revived this adroitness. This earned His letterwriting huge traditional significance. Along with being individual,simple and easily understandable, Hazrat Muhammad's (SAW) letters and His style of oration are the best monument of comprehensiveness and conciseness.He has selected letter-writing as a way of introducing others to the message of Islam. The letters of inviting nature are the best representatives of briefness and conciseness. His personality is the best example with respect to invitation and training.This article presents the analysis of different techniques of Hazrat Muhammad's letter.
Keywords: Letters of Prophet, Method, Style , Preaching, training, implementation,

آپ ﷺ نے اپنے تبلیغی مکاتیب میں مخاطبین کی ذہنی سطح کو سامنے رکھتے ہوئے مختلف مواقع پر مختلف مناہج واسالیب کو اختیار فرمایا ہے اور نہایت عمدہ الفاظ کا انتخاب کیا ہے الفاظ کی یہی مناسبت اور اسلوب تعبیر کی یہی موزونیت مکتوبات نبویہ کے مناہج واسالیب کو ممتاز کرتی ہے۔ نبی ﷺ سب سے زیادہ فصیح شخص تھے کلام نبوی ﷺ قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ فصیح کلام ہے بعثت نبوی ﷺ کا مقصد اللہ کے پیغام کو تمام انسانوں تک پہنچانا ہے اس پیغام کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچانے کے لیے آپ ﷺ نے ادب کی نثری اصناف کو استعمال کیا انہی اصناف میں ایک اہم صنف مکتوب نگاری بھی ہے جس کو آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ کے لیے استعمال کیا مکتوب نگاری ادب کی ایک اہم اور

* PhD Research scholar, Department of Arabic and Islamic Studies,The University of Faisalabad, Faisalabad.
Email: humeiram039@gmail.com, ORCID ID: (0000-0002-8172-6940)
** Assistant professor,Department of Arabic and Islamic Studies,The University of Faisalabad, Faisalabad.
Email: muhammad.ramzan@tuf.edu.pk, ORCID ID: (0000-0001-7479-5801)

قدیم ترین صنف ہے تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مکتوب نگاری کو تمام انبیاء کرام ،حاکمان وقت، شعراءاور صوفیاء کرام نے بھی واردات روحانی کے اظہار کے لئے منتخب فرمایا مکتوب چونکہ خط کے معنی بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح لوگوں کے درمیان جو تحریری گفتگو ہوتی ہے اسے بھی مکتوب کہا جاتا ہے۔

تعارف موضوع

جب بھی کوئی مصنف، مؤلف اور نثر نگار یا شاعر لکھتا ہے تو اس کا اپنے فطری و طبعی ، ماحولیاتی اور مخاطب کے اعتبار سے ایک خاص منہج اور اسلوب ہوتا ہے۔ کبھی یہ اسلوب ارادی و شعوری ہوتا ہے اور کبھی غیر شعوری منہج واسلوب ہی سے کسی بھی فن پارے کا مرتبہ متعین ہوتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ گفتگو فرماتے یا مکتوب و معاہدہ تحریر کرنے کا حکم فرماتے تو اس میں ایک خاص منہج واسلوب ملحوظ ہوتا۔ جب آپ کے مختلف مکتوبات کو ایک ساتھ دیکھا اور پڑھا جائے تو ان میں متنوع مناہج واسالیب سامنے آتے ہیں۔ آپ ﷺ کا چونکہ مقصد بعثت تبلیغ احکام تھا اس لیے آپ نے اس مقصد عظیم کو ہمیشہ مد نظر رکھا اور دیگر ذرائع و تبلیغ کے ساتھ آپ نے مختلف بادشاہوں کو مکاتیب بھی روانہ فرمائے اور زبانی تحریر کے ساتھ ساتھ تحریری تبلیغ کا ذریعہ بھی اختیار فرمایا اور ان مکاتیب کے مخاطب چونکہ مختلف طبائع، مختلف مذاہب اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے تھے اس لیے ان مکتوبات میں اسالیب بھی مختلف استعمال فرمائے گئے ہیں۔ مکتوب، منہج اور اسلوب کا معنی و مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔

مکتوب کی تعریف

مکاتیب یا مکتوبات مکتوب کی جمع ہے اور یہ خط کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس سے مراد سطر یا تحریر ہے۔ دور اول سے ہی مناظرہ اور مکالمہ کے لئے دو طریقے استعمال ہوتے تھے۔

بالمشافہ یعنی ایک دوسرے سے زبانی گفتگو اور تبادلہ خیال کرنا۔

بذریعہ تحریر: دوسرا طریقہ مکالمہ کا تحریر ہے یعنی لکھ کر باہم تبادلہ خیال کرنا۔

اور مکتوب بھی تحریری ذریعہ مکالمہ اور تبادلہ خیالات ہے۔

''مکتوب دلی خیالات وجذبات کا روزنامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے اس میں وہ صداقت و خلوص ہے جو دوسرے کلام میں نظر نہیں آتا۔''(۱)

اچھے مکتوب کی خوبی یہ ہے کہ :

''اچھا مکتوب وہ ہے جس میں لکھنے والا اپنے مخاطب سے باتیں کرتا ہوا نظر آئے جس میں بے تکلفی، بے ساختی، خلوص، فطری رنگ، انفرادیت ،ذاتی تاثرات کی جھلک ہو۔ دور کے لوگوں تک اپنی بات پہنچانا، گفتگو کو تحریر، مکالمے اور مراسلے کا جامہ پہنانا اچھا مکتوب ہے۔''(۲)

تحریری گفتگو کو مکتوب کہا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ نے مختلف فرمانرواؤں کو تحریری طور پر حق کی جو دعوت دی اس کو تاریخ میں مکاتیب نبویہ ﷺ کہا جاتا ہے ان مکتوبات کو تحریر فرمانے اور مزید مؤثر بنانے میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی ایک ہی طریقہ اختیار نہیں فرمایا بلکہ مختلف منا

ہج واسالیب اختیار فرمائے۔ جن میں تنوع مناہج واسالیب کو اختیار کیا گیا ہے۔

منہج کی تعریف

''نهج طريق نهج ، وطرق نهجة، ونهج الامروأنهج: وضح ، ومنهج الطريق : واضحة والنهجة: ربويعلو الا نسان والدابة''(۳)

''نہج سے مراد واضح راستہ ہے النہجہ کا معنی ایسی بلندی بھی ہوتا ہے جس پر کوئی انسان یا جانور چڑھتا ہوا واضح نظر آئے۔''

'' ومنهج الطريق : وضحه، والمنهاج الطريق الوضع'' (۴)

''منہج یا منہاج واضح اور صاف راستے کے ہیں۔''

منہج ایسا طریق تحریر ہے جس میں مضمون کی ابتداء، انتہاء اور عمومی نظم وضبط شامل ہے جس سے قاری کو استفادہ میں آسانی ہوتی ہے بشرطیکہ منہج واضح ہو۔

اسلوب کی تعریف

''هوالطريقة الكلامية التى يسلكها المتكلم فى تاليف كلامة واختيار مفرداته''(۵)

''یعنی گفتگو کا ایسا طریقہ جسے متکلم اپنی گفتگو میں استعمال کرتا ہے۔''

اسلوب جذبات وافکار کے ابلاغ واظہار کے پیرائے کا نام ہے اسلوب کے ذریعہ متکلم اپنے کلام میں انفرادیت حاصل کرتا ہے دراصل اسلوب متکلم کے کلام کے تابع ہوتا ہے۔

''اسلوب سے مراد کسی لکھنے والے کی وہ انفرادی طرز نگارش ہے جس کی بنا پر وہ دوسرے لکھنے والوں سے ممیز ہو جاتا ہے اس انفرادیت میں بہت سے عناصر شامل ہوتے ہیں۔''(٦)

اسلوب سے مراد ایسا طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایک خطیب یا مبلغ اپنی بات دوسروں تک پہنچاتا ہے۔ اسلوب انسان کے ماضی الضمیر کے مخصوص اظہار کا نام ہے اسلوب کو زبان وبیان، طرز بیان، طرز تحریر اور انداز نگارش کے معنوں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

یعنی اسلوب ایسا طرز تحریر ہے جس میں ساختیات اور بندش جمل اور تراکیب کلمات کے دخل انداز ہونے کے ساتھ ساتھ انتخاب کلمات کا بڑا حصہ ہوتا ہے اسلوب کے پیچیدہ ہونے سے قاری کو فہم کلام میں دقت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کے مکتوبات کے مناہج میں سے ایک ایک لفظ سے نیکی، ہمدردی، رحمدلی، محبت اور خیر سگالی کے جذبات واضح ہوتے ہیں ہزاروں سال گزر جانے کے باوجود آج بھی ان میں وہی نور ہدایت پوری آب وتاب سے جلوہ آراء ہے فن مکتوب نگاری میں مکتوبات نبویہ ﷺ کی کوئی نظیر نہیں ملتی سکتی۔ ذیل میں مکتوبات نبویہ ﷺ کے مختلف مناہج واسالیب کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

منہج مکتوبات نبوی ﷺ

تسمیہ سے آغاز کرنا

آپ ﷺ نے اپنے مکتوبات میں وقت اور حالات کے مطابق مختلف، اسالیب کو اپنایا جو اس وقت کی ضرورت اور تقاضا تھے عربوں کے ہاں مکتوب لکھنے کے اصول متعین نہیں تھے۔ عربوں کے مکتوبات کی تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو وہ تمہید وابتدائیہ کے بغیر ہوتے تھے کسی خاص اصول آغاز اور مقدمے کے بغیر ہی اصل موضوع پر لکھنے کا رواج تھا۔ جس کی مثال ابو مرۃ جساس کا مہلہل کو لکھا ہوا مکتوب ہے۔

ابو مرۃ جساس کا شمار دور جاہلیت کے نامور اور بہادر شعراء میں ہوتا تھا اس کا تعلق قبیلہ تغلب سے تھا اس کے ہاتھوں کلیب قتل ہو گیا جو کہ دونوں قبیلوں بنو بکر اور تغلب کے درمیان چالیس سال تک جنگ کی وجہ بنا رہا اور پھر اسی جنگ کے آخر میں جساس خود بھی قتل ہو گیا اس کے قتل کے بعد ابو مرۃ جساس نے مہلہل کو خط لکھا جس کا اسلوب ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

"تم اپنا بدلہ لے چکے ہو اور جساس کو تم نے قتل کر لیا ہے پس اب جنگ سے باز آ جاؤ اور جھگڑا زیادتی چھوڑ دو۔ باہم صلح و آشتی سے پیش آؤ جو دونوں قبیلوں کے لیے بہتر اور ان کے دشمنوں کے زخموں کو تازہ کر دینے والا ہے۔"(۷)

اس خط کا آغاز براہ راست کیا ہے جس میں کوئی تمہید وغیرہ نہیں ہے۔ البتہ بعض لوگ تسمیہ کا اہتمام کرتے لیکن اس کے الفاظ مختلف تھے۔ قبل از بعثت نبوی ﷺ جس ابتدائی تمہیدی عبارت کا استعمال کرتے تھے وہ یہ ہے

"باسمک اللھم" (۸)

"شروع تیرے ہی نام سے اے اللہ"

اہل قریش آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اپنے خط کی ابتداء اللہ کے نام سے کرتے تھے۔ لیکن تسمیہ سے ابتداء کرنے کا رواج نہ تھا خصوصاً مکمل بسم اللہ لکھنے کا آغاز اعلان نبوت کے بعد ہوا۔ حضور ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ اس بات کی تائید کرتی ہیں کہ حضور ﷺ ہمیشہ ہر کام سے پہلے خود بسم اللہ پڑھتے اور پڑھنے کا حکم بھی فرماتے۔ جس کا ثبوت آپ ﷺ کی اس حدیث سے ملتا ہے۔

"کل امرذی بال لایبدافیه بسم الله الرحمن الرحیم فھو اقطع"(۹)

"ہر اہم کام جسکا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے نہ ہو وہ برکت سے خالی ہوتا ہے۔"

رسول کریم ﷺ نے یہی اسلوب اپنے خطبات کی طرح مکتوبات میں بھی اختیار فرمایا شروع میں آپ ﷺ نے اپنے مکتوب کا آغاز قریش کے طریقے کے مطابق کیا یعنی "باسمک اللھم" لکھتے لیکن جب قرآن کریم کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی

﴿و قال ارکبوا فیھا بسم الله مجرھا و مرساھا﴾(۱۰)

"اور نوح نے کہا سوار ہو جاؤ اس (کشتی) میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔"

جب قرآن پاک کی یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے بسم اللہ لکھنا شروع فرما دیا تھا۔

﴿قل ادعوا الله او ادعوا الرحمٰن﴾(۱۱)

"آپ فرمایئے یااللہ کہہ کر پکارو رحمن کہہ کر پکارو۔"

توآپ ﷺ "بسم اللہ الرحمن" لکھنے لگے اور آخر کار اس آیت مبارک

﴿انه من سليمٰن و انه بسم الله الرحمٰن الرحيم﴾(۱۲)

"یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے اللہ کے نام سے شروع کرتاہوں جو رحمن (اور) رحیم ہے۔"

کے نزول کے بعد سے آپ ﷺ نے مکتوبات میں مکمل "بسم الله الرحمن الرحيم" تحریر کرنا شروع کردیا جس سے واضح ہوتاہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مکتوبات تحریر فرمانے کا ایک اسلوب شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم تحریر فرمانا بھی ہے اور یہ ایک ایسا منہج ہے جو رسول اللہ ﷺ سے پہلے عربوں میں رائج نہیں تھا۔

اپنا نام مختلف انداز سے لکھنا

عرب کے دستور کے مطابق مکتوب کا آغاز نام سے بھی کیا گیا ہے لیکن بسم اللہ کے مکتوب کے آغاز میں آپ نے کوئی ایک ہی اسلوب اختیار نہیں فرمایا بلکہ اس حوالے سے مکتوبات نبویہ ﷺ میں تنوع پایا جاتاہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جتنے بھی مکتوبات حکمرانوں اور وزراء کو ارسال کئے ان کے آغاز میں اپنا نام لکھتے۔ بسم اللہ کے بعد اپنا تعارف "من محمد" سے کرواتے جس کی واضح مثال نبی کریم ﷺ کے مکتوبات سے ملتی ہے۔ آپ ﷺ مکتوبات کے آغاز میں اپنا نام بھی مختلف انداز سے لکھتے کبھی "من محمد"، کبھی "من محمد رسول اللہ" سے اور کبھی "من محمد عبد اللہ" لکھتے تھے آنحضور ﷺ نے کسریٰ پرویز کے نام جو مکتوب بھیجا تھا اس کا آغاز بھی "من محمد" سے فرمایاہے۔

"بسم الله الرحمن الرحيم ، من محمد رسول الله ﷺ الى كسرى عظيم فارس" (۱۳)

"اللہ رحمن ورحیم کے نام سے محمد رسول ﷺ کی جانب سے کسری عظیم فارس کے نام"

شہنشاہ فارس خسرو پرویز نے جب نبی کریم ﷺ کے مکتوب کو پڑھا تو وہ اس بات پر آگ بگولہ ہوگیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنا نام مجھ سے پہلے کیوں لکھاہے جس کی وجہ سے خسرو پرویز نے مکتوب نبوی ﷺ کو چاک کر دیا اس مکتوب نبوی ﷺ میں یہی منہج اختیار فرمایاہے جو آپ ﷺ نے قبطیوں کے گورنر مقوقس کو ارسال کیا اس کا آغاز بھی کچھ اس طرح سے ہے۔

" بسم الله الرحمن الرحيم ، من محمد رسول الله ﷺ الى المقوقس عظيم القبط"(۱۴)

"اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے محمد رسول ﷺ کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کے نام۔"

اور اب ہمیشہ سے یہ خط وکتابت کا ایک علمی اصول قرار پایاہے کہ خطوط کے آغاز میں خط لکھنے والا اپنا نام بھی لکھتاہے اور اس سے مکتوب الیہ کو سب سے یہ معلوم ہو جاتاہے کہ اسے مکتوب لکھنے والا کون ہے اور اس کا اجمالی تعارف کیاہے اور اس طریقے سے ایک خاص قسم کا اثر مکتوب الیہ پر مرتب ہوتاہے۔

یہ منہج نبی کریم ﷺ نے بہت سارے مکتوبات میں استعمال فرمایا ہے۔ جن میں سے ایک مثال نجاشی کو بھیجا گیا مکتوب ہے جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

''بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى النجاشي الاصحم ملک الحبشه'' (۱۵)

''اللہ رحمن ورحیم کے نام سے محمد رسول کی جانب سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام''

یہ مکتوب نبی کریم ﷺ نے نجاشی شاہ حبشہ کے نام لکھا اس میں آپ ﷺ نے من محمد رسول اللہ کا استعمال کیا ہے یعنی (محمد رسول اللہ کی طرف سے)

من محمد عبداللہ کی مثال:

آپ ﷺ نے غیر مسلم بادشاہ ہرقل کے نام جو مکتوب لکھا وہ اس طرح سے ہے۔

'' بسم الله الرحمن الرحيم ، من محمد عبدالله ورسوله الى بنو هرقل عظيم الروم'' (۱۶)

''اللہ کے نام سے جو رحمن ورحیم ہے محمد اللہ کے بندے اور رسول کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام''

اس مکتوب میں کریم ﷺ نے ''من محمد عبداللہ'' کا طریقہ استعمال کیا ہے۔

ان مکاتیب میں جو ایک اہم بات ہے وہ یہ ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنا نام بسم اللہ سے پہلے نہیں لکھا بلکہ تسمیہ کے بعد اپنا نام لکھا اس میں اللہ جل شانہ کے نام کا احترام اور ادب ملحوظ ہے اور حقیقی ترتیب میں بھی سب سے پہلے اللہ جل شانہ کا نام ہے۔

مکتوبات نبویہ ﷺ کی یہ ایک نمایاں خوبی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے مکتوبات میں نئے نئے اسالیب متعارف کروائے جو اس سے پہلے عرب معاشرے میں موجود نہیں تھے اور یہ تمام مناہج واسالیب وقت کی ضرورت اور تقاضوں کے عین مطابق تھے اسی لئے مکاتیب نبویہ ﷺ میں تنوع پایا جاتا ہے کیونکہ وقت اور ضرورت کے مطابق ان میں تبدیلی رونما ہوتی رہی۔

ثنائے باری تعالی

حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوبات میں ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ مخاطب کو سلام کرنے کے بعد اللہ تعالی کی حمد وثناء بیان فرماتے جیسے آپ ﷺ نے منذر بن ساوی کو مکتوب ارسال کیا تو اس میں سلام کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا

'' سلام عليك فإني احمد اليك الله الذى لا اله الاهو-'' (۱۷)

''سلام ہو تجھ پر سو میں تیرے سامنے اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔''

اسی طرح نجاشی کے مکتوب میں بھی آپ ﷺ نے سلام کے بعد اللہ کی حمد وثناء بیان فرمائی۔

'' سلم انت ، فانى احمد اليك الله الذى لا اله الا هو الملك القدوس السلام المومن المهمين'' (۱۸)

''تجھ پر سلام ہر میں تیرے پاس اللہ کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی صاحب اقتدار، پاک ذات،

سر چشمہ سلامتی، امان دینے والا، پناہ میں لینے والا ہے۔''

مذکورہ بالا مکتوبات نبوی ﷺ جو بطور مثال بیان کئے ہیں ان میں نبی کریم ﷺ نے سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان فرمائی۔ جس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ کام کے آغاز میں اللہ کی حمد وثناء کرنی چاہیے۔ جس طریقہ کی ہدایت، قرآن مجید سے بھی ملتی ہے کہ اس کا آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم سے کیا اور اس کے بعد حمد باری تعالیٰ بیان فرمائی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں کئی مقامات پر خود اپنی تعریف ان حمدیہ کلمات کے ساتھ فرمائی ہے۔

﴿الحمد لله رب العٰلمین﴾(۱۹)

''سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مکتوبات میں یہ منہج استعمال کیا ہے کہ کام کے آغاز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے اور آپ چونکہ اللہ کے نبی ہیں اس وجہ سے آپ کا ہر کام امت کے لیے واجب الاتباع ہے بشرطیکہ وہ آپ ﷺ کی خصوصیت نہ ہو۔ آپ کا مکتوبات کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرنا بھی ایک طرح کی عملی دعوت ہے کہ ہر کام سے اور ہر چیز سے پہلے اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور یہی اسلام کی دعوت کا بنیادی نقطہ ہے اور یہ بھی کہ آپ نے ابتداء میں ذات باری تعالیٰ کا نام لکھ کر گویا اس سے کامیابی کے لیے استمداد بھی فرمائی۔ اور یہ قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے پیغام بھی ہے کہ اللہ کی حمد وثنا کو جاری رکھیں کام کا آغاز ہو یا اختتام اللہ کے نام کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہوئے کریں۔

تشہد کے کلمات

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مکتوبات میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کلمات تشہد کا استعمال فرمایا۔

تشہد سے مراد ہے کہ کلمہ شہادت ادا کرنا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی دینا۔

رسول کریم ﷺ نے کسریٰ پرویز شاہ فارس کو جو مکتوب روانہ فرمایا اس کی ابتداء ایسے ہے۔

'' سلام علی من اتبع الھدی ، وامن باللہ ورسولہ واشھدان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ ورسولہ'' (۲۰)

''سلام ہو اس پر جو راہ ہدایت کی پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ وحدہ لاشریک ہے محمد (ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں۔''

اسی طرح شاہان حمیر کے نام مکتوب میں بھی آپ ﷺ کا یہ منہج موجود ہے۔

'' اما بعد فإن محمد اشھدان لا الہ الا اللہ وانہ عبدہ ورسولہ'' (۲۱)

''اس کے بعد محمد (ﷺ) یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور یہ کہ وہ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔''

آپ ﷺ نے ایک مکتوب منذر بن ساوی کو بھی اسی منہج واسلوب کا ارسال فرمایا۔ منذر بن ساوی ایک ایرانی گورنر تھا اس کا شمار ان خوش

نصیب لوگوں میں ہوتا ہے جن کو رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی دعوت دینے کے لئے خط لکھا وہ پیغام رسالت سے اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا منذر بن ساوی کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دینے کے لئے ارسال کیا جانے والا مکتوب یہ ہے۔

''بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ إلی المنذر بن ساوی علیک دای احمد الیک اللہ الذی لا إلہ إلا ھووا اشھدان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ اما بعد '' (۲۲)

''شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت والا ہے محمد رسول کی طرف منذر بن ساویٰ کی طرف تم پر سلامتی ہو میں آپ کے سامنے اسی اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ معبود صرف اللہ ہی ہے اور محمد اس کا بندہ اور رسول ہے امابعد''

ان مفاہیم سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصل موضوع سے قبل ابتدائی اور تمہدی کلمات میں بھی ایسا منفرد طریقہ خطاب استعمال کیا گیا جو اصل موضوع سے کامل مطابقت بھی رکھتا ہے اور مخاطبت کی مکمل توجہ حاصل کرنے کا ذریعہ بھی ہے کیونکہ جب کسی کام کو امتیازی انفرادی مناہج و اسالیب کے ساتھ شروع کیا جائے تو وہ دیکھنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔

صلب موضوع

آپ ﷺ مکتوبات میں بسم اللہ کے بعد من محمد سے آغاز کرتے سلام کرتے اور پھر امابعد کا استعمال فرماتے ہوئے اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے جس مقصد کے لیے مکتوب لکھا گیا ہوتا یعنی کہ مکتوب لکھنے کا جو اصل موضوع ہوتا اس کی طرف رجوع فرماتے اس کی مثال مسیلمہ کذاب کے نام مکتوب ہے۔

'' بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ ﷺ إلی مسلیمہ الکذاب ، سلام علی من اتبع الھدی اما بعد '' (۲۳)

﴿ان الارض للہ یورثھامن یشآء من عبادہ و العاقبة للمتقین﴾ (۲۴)

''اللہ رحمن ورحیم کے نام سے محمد رسول اللہ کی جانب سے مسیلمہ کذاب کے نام، سلام اس پر جو ہدایت کی راہ پر چلا، امابعد! جان لو کہ زمین تو اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بناتا رہتا ہے اور نیک انجام تو اہل تقویٰ کا مقدر ہے۔''

یہ مکتوب نبی کریم ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے نام لکھا۔ اور کبھی آپ ﷺ مکتوبات میں یہ منہج بھی اختیار فرمایا کہ آپ ﷺ نے بسم اللہ کے بعد امابعد اور اس کے بعد بلا کسی دوسرے واسطے کے اصل موضوع بیان فرمادیا جیسا کہ نجران کے عیسائیوں کو بھیجا گیا مکتوب ہے۔

'' بسم اللہ الرحمن الرحیم ، اما بعد : فأنی اعوکم الی عبادة اللہ من عبادة العباد۔''(۲۵)

''اللہ رحمن ورحیم کے نام سے، امابعد، میں تمہیں اللہ کی بندگی کی طرف بلاتا ہوں بجائے بندوں کی عبادت کے۔''

یہ مکتوب چونکہ اہل کتاب کو بھیجا گیا تھا جو اللہ کی واحدانیت اور رسالت رسل کے قائل تھے اس لیے اس مکتوب میں تشہد وغیرہ کے کلمات نہیں ہیں البتہ اس کے بعد اصل دعوت کو بیان کیا گیا ہے جس میں ان کے اندر پائی جانے والی خرابی کی طرف اشارہ ہے اور پھر ابن اسلام اور اہل عرب کے درمیان مشترکہ دعوت کو ہدایت کا ذریعہ بنا کر خیر واصلاح کی طرف راغب کرنے کی سعی فرمائی گئی ہے۔

مہر نبوت کا ثبت ہونا

حضور نبی کریم ﷺ نے جب مہر ثبت کرنے کا لیے انگوٹھی بنوائی تو اس پر (الله رسول محمد) کنندہ کروایا۔ جس میں سب سے اوپر اللہ تعالیٰ کا نام درمیان میں رسول اور سب سے نیچے محمد لکھا تھا۔ جو آپ ﷺ اپنے مکتوبات پر ثبت کرتے اس کو مہر نبوت بھی کہا جاتا ہے جو اس بات کی علامت تھی کہ یہ مکتوب نبی کریم ﷺ کا ہی ہے۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی یہ انگوٹھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے استعمال کی تھی حدیث میں ہے

((امر بخاتم من فضة فامر ان ينقش فيه محمد رسول الله، وكان في يد رسول الله حتى مات". وفي يد ابي بكر حتى مات، وفي يد عمر حتى مات , وفي يد عثمان ست سنين من عمله، فلما كثرت عليه الكتب دفعه إلى رجل من الانصار فكان يختم به، فخرج الانصاري إلى قليب لعثمان , فسقط , فالتمس فلم يوجد، فامر بخاتم مثله ونقش فيه محمد رسول الله))(۲۶)

"آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی کا حکم دیا اور حکم دیا کہ اس میں (محمد رسول اللہ) نقش کر دیا جائے، وہ انگوٹھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہو گئی، پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی وہ بھی وفات پا گئے، پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی یہاں تک کہ وہ بھی وفات پا گئے، پھر عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی ان کی مدت خلافت کے چھ سال تک رہی، پھر جب خطوط کثرت سے لکھے جانے لگے تو اسے انصار کے ایک شخص کے حوالے کر دیا، وہ اس سے مہریں لگاتا تھا۔ ایک بار وہ انصاری حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک کنوئیں پر گیا، تو وہ انگوٹھی اس میں گر گئی، اور تلاش کے باوجود نہ ملی۔ پھر اسی جیسی انگوٹھی بنانے کا حکم ہوا اور اس میں (محمد رسول اللہ) نقش کیا گیا۔"

رسول کریم ﷺ نے اپنے عہد میں سربراہان ممالک کے نام مکتوبات ارسال کرنے تھے تو خاص اس غرض سے آپ ﷺ نے یہ انگوٹھی بنوائی تاکہ اسے مہر نبوت کے طور پر استعمال کیا جاسکے اور آپ ﷺ کے مکتوبات اس بات کے شاہد ہیں کہ ان پر مہر ثبت ہے اور یہ مکتوب کا لازمی حصہ تصور کیا جاتا تھا۔

مکتوب کا اختتام

مکتوبات نبویہ ﷺ کا ایک اور منہج یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ مکتوب کے اختتام پر سلام کرتے اور سلام کا طریقہ کار مسلم اور غیر مسلم کے لئے مختلف اختیار فرماتے غیر مسلم یا اہل کتاب کے لیے قرآن کریم کی ایک آیت تحریر فرماتے

﴿سلام علٰی من اتبع الھدٰی﴾(۲۷)

"اور سلام ہو اس پر جو راہ ہدایت کی پیروی کرے۔"

اس کے علاوہ والسلام کا لفظ بھی آپ ﷺ اپنے مکتوبات میں استعمال کرتے۔

شاہان حمیر کے نام مکتوب میں بھی السلام کے الفاظ استعمال کئے جو اس طرح تھے

" وانی قد بعث الیکم من صالحی اھلی واؤ لی دینھم واولی علیھم فامر کم بھم خیرا فانھم منظور الیھم ، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتۃ ۔" (۲۸)

"میں نے تمہارے پاس اپنے صالح ساتھیوں کو بھیجا ہے جو دیندار بھی ہیں اور صاحب علم بھی ہیں میں تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتاہوں کیونکہ یہ قابل لحاظ واحترام ہیں۔ تم پر سلام ہو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوبات میں تین طرح کے کلمات سلام دیکھنے کو ملتے ہیں جن کو نبی کریم ﷺ مکاتیب کے آخر میں لکھوایا کرواتے تھے وہ یہ ہیں۔

۱۔ والسلام

۲۔ والسلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

۳۔ والسلام علی من اتبع الھدی

اسلوب مکتوبات نبوی ﷺ

مخاطب کے اعتبار سے سلام کرنے کے الفاظ کا انتخاب

حضور نبی کریم ﷺ نے بہت سارے مکتوبات ارسال فرمائے لیکن ان سب مکتوبات میں کوئی ایک طریقہ اختیار نہ فرمایا بلکہ مختلف اسالیب اختیار فرمائے کچھ مکتوبات کا آغاز آپ ﷺ نے سلام کے ذریعے کیا ہے سلام کرنے کا طریقہ بھی ایک نہ تھا آپ ﷺ مخاطب کو مد نظر رکھ کر سلام کرتے تھے اگر مخاطب مسلمان ہوتا تو اس کو سلام علیک کہتے تھے جس کی مثال اس طرح سے ہے

" من محمد رسول اللہ ألی معاذ بن جبل ، سلام علیک" (۲۹)

"محمد رسول کی طرف سے معاذ بن جبل کی طرف سلام ہو تجھ پر"

یہ مکتوب حضور نبی کریم ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے بیٹے کی وفات کی خبر کی اطلاع کے لیے اور مشکل میں صبر کرنے کی ہدایت کے ساتھ ارسال فرمایا اس مکتوب میں سلام علیک کا اسلوب استعمال فرمایا۔اس کے برعکس نبی کریم ﷺ نے حارث بن ابی شمر غسانی جو دمشق کا رومی حکمران تھا اس کو مکتوب ارسال کیا جس میں آپ ﷺ نے سلام کچھ یوں فرمایا تھا۔

" من محمد رسول اللہ ألی الحارث بن ابی شمر سلام علی من اتبع الھدی"(۳۰)

"محمد رسول ﷺ کی طرف سے حارث بن ابی شمر کے نام اس پر سلام ہو جو راہ ہدایت کی پیروی کرے۔"

ایک اور مکتوب میں ہے جو آپ ﷺ نے ھوزہ بن علی جو یمن کا گورنر تھا اس کو ارسال کیا تو اس میں بھی سلام کا یہ طریقہ استعمال کیا:

" من محمد رسول اللہ الی ھوذہ بن علی سلام علی من اتبع الھدی " (۳۱)

''اللہ رحمن ورحیم کے نام سے محمد رسول اللہ ﷺ کی جانب سے ہوذہ بن علی کے نام۔ سلام ہو اس پر جو راہ ہدایت کا اتباع کرے۔''

اس طرح نبی کریم ﷺ کے مکتوبات میں سلام کرنے کا انداز بھی مختلف تھا مخاطب کو مد نظر رکھ کر سلام کرتے تاکہ مخاطب پر کوئی برا اثر نہ پڑے تمام حکمران چونکہ مختلف مذاہب اور مسالک سے تعلق رکھتے تھے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے مکاتیب ارسال فرماتے وقت ان کی ذہنی اور مذہبی عقیدت اور ہم آہنگی کو بھی پیش نظر رکھتے۔

یہ آپ ﷺ کی مکتوب نگاری کا اسلوب تھا کہ سلام سے آغاز کرتے لیکن اس میں فرق ملحوظ رکھتے کہ مسلمان کے لیے براہ راست سلام علیک کے الفاظ استعمال کرتے اور غیر مسلم کے لیے قرآن مجید کی یہ آیت مبارکہ ارشاد فرماتے۔

﴿والسلام علٰى من اتبع الهدٰى ﴾ (۳۲)

''سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''

ان الفاظ میں سلام مشروط ہے ہدایت کے ساتھ گویا اس میں سب سے پہلے ہدایت کی اور اس کے بعد سلامتی کی دعاء ہے۔ وہ الفاظ جن سے امن وسلامتی کا مفہوم واضح ہو وہی الفاظ استعمال فرماتے تھے ایران کے بادشاہ کسریٰ پرویز کے نام جو مکتوب ارسال کیا اس میں آپ ﷺ نے ان الفاظ پر کچھ اضافہ بھی فرمایا چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

'' من محمد رسول الله إلى كسرى عظيم فارس سلام على من اتبع الهدى وآمن بالله ورسوله-'' (۳۳)

''محمد رسول اللہ کی طرف سے ایران کے بادشاہ کسریٰ کو سلامتی ہو اس پر نیز جس نے ہدایت کی اتباع کی اور ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول ﷺ پر۔''

اس میں آیت مذکورہ کے بعد اس کی کچھ وضاحت بھی فرمادی کہ ہدایت سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا ہے۔ اس سے دو چیزوں کی طرف اشارہ ہے یا تو مخاطب کی کم فہمی کی طرف کہ وہ محض ہدایت سے اس کا مقصود معنی نہیں سمجھ سکتا ہے یا پھر ابھی اس پر اس تکمیل کا واضح کرنا مناسب نہیں ہے۔

آیات قرآنیہ سے استدلال

حضور ﷺ کو خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم سکھایا تھا قرآنی احکامات وتعلیمات کا آپ ﷺ کی ذات اقدس پر گہرا اثر بھی تھا اور آپ نے قرآن حکیم کو اپنا اوڑھنا، بچھونا بنالیا تھا ہمہ وقت قرآن حکیم سے استفادہ اور استدلال آپ کی عادت تھی اور یہی آپ ﷺ کے مختلف امراءٔ وحکمرانوں کو دعوت وتبلیغ کے لیے بھیجے گئے مکتوبات میں بھی نظر آتا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ جب غیر مسلموں کو مکتوب بھیجتے تو اس کے لیے یہ قرآنی آیت لکھتے

﴿سلام علٰى من اتبع الهدٰى﴾ (۳۴)

''سلام اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے۔''

مسیلمہ کذاب جس نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا اس کو جو مکتوب ارسال کیا وہ مکمل قرآنی آیت پر مشتمل ہے۔

﴿ ان الارض لله يورثها من يشآء من عباده و العاقبة للمتقين ﴾ (۳۵)

''جان لو کہ زمین تو اللہ ہی کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اس کا وارث بناتا رہتا ہے اور نیک انجام تو اہل تقویٰ کا مقدر رہے۔''

اس میں بہت ہی باریک استدلال ہے کہ نبوت وہبی منصب ہے کسبی نہیں ہے اور اس کی عطاء بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہے وہ جسے چاہے عطاء فرماتا ہے میں نہ اپنی نبوت میں شریک کر سکتا ہوں نہ خود سے نبوت دے سکتا ہوں اور نہ ہی تجھے تسلیم کر سکتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت مجھ پر ختم فرما دیا اس لیے تیری نبوت کا امکان تک نہیں ہے۔اسی طرح کسری فارس کے نام لکھے گئے مکتوب میں قرآن کی آیت ملتی ہے۔

﴿لينذر من كان حيا و يحق القول على الكٰفرين﴾(۳۶)

''تاکہ وہ ہر اس شخص کو آگاہ کر دے جو زندہ ہے اور کافروں پر حجت ثابت ہو جائے۔''

اسی طرح نجاشی شاہ حبشہ کو ارسال کئے گئے مکتوب میں بھی قرآنی آیات سے استدلال کیا ہے۔

﴿الملك القدوس السلٰم المؤمن المهيمن﴾(۳۷)

''بادشاہ نہایت پاک ہے سب عیبوں سے، صاف امن دینے والا نگہبان''

﴿روح الله و كلمته القٰها الٰى مريم﴾(۳۸)

''وہ روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اس نے حضرت مریمؑ کی طرف القاء فرمایا۔''

ان آیات اور جن کی طرف مکتوبات بھیجے گئے ان میں جو ایک گہری مناسبت ہے وہ قرآن حکیم کا گہرا مطالعہ کرنے والے قاری پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے۔اپنے نظریات کا اثبات اور مکتوب الیہم کے نظریات کا رد دونوں ان آیات کے ذریعے کئے گئے ہیں اور ان آیات کے انتخاب سے جو آپ کا دقیق فہم ظاہر ہوتا ہے وہ آپ ہی کا خداداد حصہ ہے۔

مخاطب وغیوبت کا حسین امتزاج

آپ ﷺ کے مکتوبات میں خطابت کا اسلوب جامع اور اثر انگیز ہوتا آپ ﷺ سادہ اور آسان الفاظ کا استعمال فرماتے جس سے سامعین و مخاطبین کو سمجھنے میں آسانی ہوتی۔آپ ﷺ مخاطب کے مذہبی عقائد و خیالات کا خیال رکھتے ہوئے تمام اسلامی عقائد کو غیر محسوس انداز سے مخاطب کے سامنے عیاں فرمادیتے۔

مکتوبات میں اصل اسلوب مخاطبت کا ہے نہ کہ غیوبت کا اس لیے آپ کے مکتوبات میں اس کا بجا طور پر لحاظ رکھا گیا ہے بلکہ مخاطبت کے حالت، عقائد اور اس کے پورے ماحول کا بھی بجا طور پر خیال رکھا گیا ہے۔لیکن بسا اوقات مخاطب کو غائب کے قائم مقام اتار کر ایسا عمومی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے کہ مخاطب بھی اس عموم میں داخل ہو جاتا ہے اور اسے اس کلام سے مختص نہ کرنے سے کوئی منفی رد عمل بھی سامنے نہیں آتا اور یہ

بلاغت کا ایک سنہری اصول ہے۔

اس طرح جب کسری کو مکتوب لکھا تو توحید کی اہمیت کو یوں بیان فرمایا

''سلام على من اتبع الهدى ، وامن بالله وشهدان لا اله الا الله، وحده لا شريك له وأن محمدا عبده ورسوله، وأدعوك بدعاية الله، فإني أنا رسول الله إلى الناس كافة لأنذر من كان حيا ويحق القول على الكافرين، فأسلم تسلم، فإن أبيت، فإن إثم المجوس عليك. '' (۳۹)

''سلام ہو اس پر جو راہ ہدایت کی پیروی کرے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ وحدہ لاشریک ہے محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں تجھے اللہ کی دعوت کی طرف بلاتا ہوں کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں جسے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے تاکہ میں زندہ لوگوں کو (آخرت) سے ڈراؤں اور یہ بات کافروں پر بہت بھاری ہے۔ تم سلام قبول کر لو سلامتی پا جاؤ گے اور اگر تم نے روگردانی کی تو پھر سارے مجوسیوں کا گناہ تم پر ہی ہوگا۔''

اس مکتوب کا اسلوب بیک وقت خطابی بھی ہے اور غائبانہ بھی۔ اور اس میں توحید، رسالت اور رسالت کے منصب کا الوہیت سے مجرد ہونا بیان فرمایا گیا ہے جو مخاطبین اور اس کے ماتحتوں کی اصلاح کا سامان مہیا کر رہا ہے اور بلاغت کے بلند ترین معیار کو بھی پورا کر رہا ہے۔

مخاطب کے مرتبہ کا لحاظ

مکتوبات نبویہ کا یہ اسلوب رہا ہے کہ آپ ﷺ مخاطب کے مقام و مرتبہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مکتوب ارسال کرتے۔ آپ ﷺ نے جتنے بھی مکتوبات ارسال کئے ان میں مخاطب کو اس کی شان اور مرتبہ کے مطابق کلام کیا۔

آپ ﷺ ہرقل کو یوں مخاطب کرتے ہیں

'' بسم الله الرحمن الرحيم ، من عبدالله ورسوله الى هرقل عظيم الروم ''(۴۰)

''اللہ رحمن و رحیم کے نام سے محمد اللہ کے بندے اور رسول کی طرف سے ہرقل عظیم روم کے نام۔''

اسی طرح شاہ نجاشی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا

'' بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى النجاشى الاصحم ملك الحبشة '' (۴۱)

''اللہ رحمن و رحیم کے نام سے محمد رسول ﷺ کی جانب سے نجاشی اصحم شاہ حبشہ کے نام''

اسی طرح مقوقس کو بھی خطاب فرمایا

'' بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله الى المقوقس عظيم القبط''(۴۲)

''اللہ رحمن و رحیم کے نام سے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مقوقس عظیم قبط کے نام''

نبی کریم ﷺ مخاطب کی شایان شان الفاظ استعمال کرتے۔ آپ ﷺ اپنی گفتگو اور تحریر میں اس امر کو پیش نظر رکھتے کہ کوئی ایسی بات

تحریر نہ کی جائے جس سے مخاطب کی دل آزاری ہو اور نہ ہی کوئی ایسا اسلوب اپنایا جائے جس سے عزت نفس مجروح ہو اس اسلوب کو اختیار کرنے سے مخاطبین کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پیغام حق اور مکتوبات کے مقاصد کو سمجھنے میں مزید آسانی ہوتی۔ مخاطب کے منصب کا لحاظ رکھنا اور اس منصب کے ساتھ اسے پکارنا اس کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرنے میں مدد دیتا ہے اس لیے یہ اسلوب نبوی ہر دور کی ضرورت رہا ہے۔

حکمت وموعظت

آپ نے ہمیشہ اپنی گفتگو میں حکمت وموعظت کا لحاظ فرمایا جیسا کہ قرآن حکیم میں فرمایا گیا ہے۔

﴿ادع الی سبیل ربك بالحكمة و الموعظة الحسنة﴾(۴۳)

''کہ تم اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیں۔''

اس سے آپ ﷺ نے اپنے مکاتیب میں بھی حکمت و موعظت بھرے کلمات لکھوائے تا کہ مقاصد دعوت حاصل ہوں چنانچہ کبھی تو مشترکات کی طرف دعوت دی گئی اور کبھی مختلفات میں حق کو واضح کیا گیا تو محترم شخصیات کا ذکر احترام و کلمات کے ساتھ کیا گیا اور ساتھ عقلی و نقلی دلائل کا بھی حوالہ دیا گیا جیسا کہ ذیل کے مکتوبات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مقوقس کو کلمہ توحید کی دعوت اور شرک کی مذمت حضور ﷺ نے اس انداز میں فرمائی

''یا اهل الکتب تعالواالی کلمة سواء بیننا وبینکم ، الانعبد و الا الله ولا نشرك به شیئاً'' (۴۴)

''اے اہل کتاب آؤ ایک بات پر اکٹھے ہو جاتے ہیں جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''

آپ ﷺ نے اس میں مقوقس کو نرم لہجہ میں توحید کی دعوت دی کہ ایک کلمہ پر جمع ہو جاؤ اور اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ یہ مکتوب آیت قرآنیہ پر مشتمل ہے جس میں اہل کتاب اور اہل ایمان میں مشترکات کی طرف دعوت اتحاد دی گئی ہے۔ جس میں حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت مریم علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے الوہیت کی نفی کرتے ہوئے اور ان کے ذی احترام عباد ہونے کو بیان کرتے ہوئے شاہ حبشہ کو لکھا۔

'' واشهدان عیسیٰ علیه السلام بن مریم روح الله وكلمة القاها الی مریم البتول الطیبة الحصیتة فحملت بعیسی حملته من روحه و نضحه كما خلق آدم بیده ونضحة وانی ادعوك إلى الله وحده لاشريك له۔'' (۴۵)

''میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اس نے مریم بتول کو عطا کیا تھا۔ وہ مریم جو پاکیزہ و پاک دامن تھیں۔ چنانچہ وہ عیسیٰ کو پیٹ میں لیے پھریں۔ یہ حمل انہیں اللہ کی روح اور نضح سے ہوا جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے تخلیق فرمایا تھا اور ان کے جس میں نفخ روح فرمایا تھا میں تجھے اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں۔''

اس سے بہتر کوئی انداز دعوت نہیں ہو سکتا۔ سیدہ مریم علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اوصاف حقہ کو تسلیم کرتے ہوئے اور ان کے عظیم مراتب و مناقب کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے الوہیت کی نفی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شاہ حبشہ نے بعد احترام اسلام کو قبول کیا اور آپ کی غلامی اختیار کی۔

اپنے لیے صیغہ واحد کا استعمال

حضور نبی کریم ﷺ ہمیشہ عاجزی کا اظہار فرماتے اور اپنے لئے صیغہ مفرد کا استعمال فرماتے یہ اسلوب حضور نبی کریم ﷺ کے مکتوبات میں بھی ملتا ہے۔ مثلا

ادعوك میں بلاتا ہوں تجھے

اس میں صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف کا استعمال کیا گیا ہے اسی طرح

جاء نی میرے پاس آیا

اس میں واحد متکلم کی خبر اپنے لیے استعمال کی گئی ہے۔

فانی بے شک ''میں''

منی ''مجھ سے'' یا میری طرف سے

دعوی نبوت کے ساتھ عاجزی وانکساری بھی دلیل نبوت ہوتی ہے۔ کوئی بھی نبی کبھی بھی متکبرانہ الفاظ اپنے لیے استعمال نہیں فرماتا یعنی کلام نبوت کا اسلوب بھی اپنے اندار نبویانہ شان رکھتا ہے اور جن اہل زبان کو یہ مکاتیب روانہ کئے گئے وہ ان اسالیب سے اور ان میں چھپے حقائق کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے تھے اس لیے جن کے مقدر میں قبول اسلام کی نعمت تھی انہوں نے ان مکاتیب نبویہ کے مناہج واسالیب سے بھی یہ تعین کر لیا کہ یہ بلاغت کا معیار کسی نبی کا ہو سکتا ہے۔

خلاصہ تحقیق

افصح العرب رسول اللہ ﷺ کے اسلوب مکتوب نگاری اور طرز تخاطب کی عرب کے فصحا وبلغاء کے ہاں کوئی مثال نہیں ملتی مکتوبات نبویہ کے تمام مناہج منفرد اسلوب رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر جو مکتوبات تحریر کرائے وہ فصاحت وبلاغت کی عمدہ مثال ہونے کے ساتھ ساتھ مخاطب کے منفرد انداز کے حامل تھے۔

ان مختلف انداز کے مکتوبات نبویہ ﷺ نے دعوت اسلام کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا ان مناہج واسالیب سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ کا انداز تحریر سادہ اور مختصر ہوتا تھا اسی لیے آپ ﷺ کے مکتوبات میں لفظ وبیان کی نمائش کی بجائے سادگی اور حقیقت پسندی کا اسلوب پایا جاتا ہے۔ اور آپ ﷺ نے مخاطبین کی شایان شان ان سے گفتگو فرمانے کے لئے اور دین اسلام کی دعوت دینے کے لئے مختلف مناہج واسالیب اختیار فرمائے اور یہ آپ ﷺ کے اختیار کردہ مناہج واسالیب کا ہی اثر تھا کہ اسلام ان کے دلوں پر اثر انداز ہو گیا اور ان میں سے اہل سعادت

نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت حق کو قبول کر لیا۔

عصر حاضر میں بھی دعوت وتربیت کو مؤثر بنانے کے لئے مکتوبات نبویہ ﷺ کا اس اعتبار سے مطالعہ کرنا اور حاصل مطالعہ کو خصوصاً اس میدان سے متعلق لوگوں کو پہنچانا ضروری ہے لاشعوری اور لادینیت کے اس دور میں مکتوبات کے ذریعے دعوت و تبلیغ کرنا اور پیغام حق کو پورے خلوص کے ساتھ دوسروں تک پہنچانا وقت کی اہم ضرورت ہے جس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا دور حاضر میں داعیان اسلام کو دعوت و تبلیغ کے عمل میں رسول اللہ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے تحریری طور پر بھی دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دینا چاہیئے اور جدید ٹیکنالوجی کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بروئے کار لاتے ہوئے اخبارات، مجلات، سوشل میڈیا اور انٹر نیٹ کے ذریعے دعوت و تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیتے ہوئے اسلام کا مثبت چہرہ دنیا کے سامنے لایا جا سکتا ہے۔ جس سے محبت کی فضا جھلکتی ہو نمود و نمائش اور منطقی نکتہ آفرینیوں کی بجائے سادگی اور عمدگی کا عنصر واضح ہوتا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے مکتوب کے اسلوب میں تکلف، عبارت آرائی، طوالت بیان اور لفظ و بیان کی نمائش کی بجائے سادگی، حقیقت پسندی، بے تکلفی اور اختصار نمایاں ہے۔ آپ ﷺ کے مکتوبات میں پیغمبرانہ صداقت و امانت اور عزم و یقین کے ساتھ دین حق کی دعوت ملتی ہے ۔جو کہ دراصل دین کے اصولوں کی تبلیغ ہے اور معاشرتی وسیاسی معاہدے ہیں جن میں عہد نبوی ﷺ کی سیاسی تاریخ واضح دکھائی دیتی ہے
۔

References

1. Altaf Hussain, Maktoobat e Hali, Muqadama Moulvi Abdul Haq, Hali press Panipat, 1965, page 10
2. Aal Ahmed Sarwar, Tanqeedi ishare, idara faroogh e Urdu, Lucknow, 1955, page 63
3. Ismail bin Abad, Abu al Qasim, Al Muheet fil lughat, Beirut, Dar al kutab ilmia, 1414, edition 2, page 109
4. Al Azhari, Muhammad Bin Ahmed, Abu Mansoor, Tehzeeb al lughat, Beirut, Dar ahya al tras al arbi, 1987, edition 6, page 471
5. Zurqani, Muhammad Bin Abdul Baqi, Manahil ul Irfan fi Uloom ul Quran, Beirut, Dar ahya al tras al arbi, 1991, edition 2, page 199
6. Sayed Abid Ali Abid, Asloob, Sang e Meel Publications, Lahore, 2011, page 42
7. Irfan al Ashqar, Ghazi talimat, Al adab e jahli, dar al fikar, Damascus, page 719
8. Muhammad Bin Saad Alzahri, Al Tabaqat al Kubra, dar sadir, Beirut, 1960, edition 1, page 263
9. Ismail Bin Muhammad al Jirahi, Kashf al khafa, dar al ahya al tras al arbi, 1351, edition 2, page 959.
10. Al-Hud 11:41
11. Al-Isra 17:110
12. Al-Namal 27:30
13. Ahmed Zaki Safot, Jamhara rasail al Arab, Al maktaba ilmia, Beirut, 1937, edition 1, page 35
14. Burhan al Deen Halbi, Ali ibn, Alseerat ul halbia, Dar ul Marfa, Beirut, 1044, edition 2, page 371
15. Al Baqlani, Abu Bakar, Muhammad Bin Tayyab, Aejaz ul Quran, Dar ul Maarif, Egypt, 1977, page 113
16. Al Tabri, Muhammad Bin Jareer, Tareekh al rusal wal mamlok, Waslah tareekh al Tabri, dar al tras, Beirut, 1387, edition 3, page 187
17. Al Suyuti, Abd al Rehman bin Abi Bakar, Asad al Ghaba, dar al kutab ilmia, Beirut, edition 4, page

417
18. Burhan al Deen Halbi, Ali ibn, Alseerat ul halbia, Dar ul Marfa, Beirut, 1044, edition 2, page 369
19. Al-Fatiha 1:1
20. Burhan al Deen Halbi, Ali ibn, Alseerat ul halbia, Dar ul Marfa, Beirut, 1044, edition 2, page 398
21. Al Tabri, Muhammad Bin Jareer, Tareekh al Tabri, dar al tras, Beirut, 1387, edition 3, page 103
22. Ibn Saeed Naas, Ayoun ul Asar, Matba al Qadsi wal Saada, Cairo, 1366, edition 2, page 353
23. Al Zarqani, Abullah Muhammad bin Abdul Baqi, Alzarqani, Almosoa tul Arbia, Cairo, 1710, edition 4, page 25
24. Al-Araf 7:128
25. Ahmed bin Ali al Qalqashandi, Subh ul ashi, dar al kutab ilmia, Beirut, edition 6, page 380
26. Nisai, Ahmed bin shuaib, Sunan Nisai, The book of zeenat min al sunan, chapter naza al khatim ind al dakhool alkhla, raqam al hadees:5220
27. Al-Taha 20:47
28. Ahmed Zaki Safot, Jamhara rasail al Arab, Al maktaba ilmia, Beirut, 1937, edition 1, page 158
29. Ahmed bin Ali al Qalqashandi, Subh ul ashi, dar al kutab ilmia, Beirut, edition 9, page 80
30. Al Tabri, Muhammad Bin Jareer, Tareekh al Tabri, dar al tras, Beirut, 1387, edition 3, page 88
31. Al Zarqani, Abullah Muhammad bin Abdul Baqi, Alzarqani, Almosoa tul Arbia al Almia, Cairo, 1710, edition 3, page 4071
32. Al Tabri, Muhammad Bin Jareer, Tareekh al Tabri, dar al tras, Beirut, 1387, edition 2, page 133
33. Al-Taha 20:47
34. Al-Araf 7:128
35. Al-Yaseen 32:70
36. Al-Hashar 59:23
37. Al-Nisa 4:171
38. Al Tabri, Muhammad Bin Jareer, Tareekh al Tabri, dar al tras, Beirut, 1387, edition 3, page 132
39. Burhan al Deen Halbi, Ali ibn, Alseerat ul halbia, Dar ul Marfa, Beirut, 1044, edition 2, page 366
40. Hamidullah, doctor, Majmoa tul wasaiq al siyasia, dar al nafais, Beirut, 1985, page 100
41. Ahmed bin Ali Qalqashandi, Subh ul Ashi, dar al kutab ilmia, Beirut, edition 6, page 378
42. Al-Nahal 16:125
43. Hamidullah, doctor, Majmoa tul wasaiq al siyasia, dar al nafais, Beirut, 1985, page 135
44. Ahmed Zaki Safot, Jamhara rasail al Arab, Al maktaba ilmia, Beirut, 1937, edition 1, page 36